VFAST Transactions on Islamic Research
http://vfast.org/journals/index.php/VTIR@ 2023, ISSN(e): 2309-6519, ISSN(p): 2411-6327
Volume 11, Number 1, January-June, 2023 *pp: 43-55*

Foundations of Peace in Islam: A Quranic Perspective

قرآنِ کریم کی روشنی میں امن کا مفہوم

Umar Hayat[1], Abdullah Yousaf[1], Waqas Ali Haider*[1]

[1]Department of Islamic Studies, University of Okara, Okara, Pakistan
*Corresponding Author Email: Waqas.alihaider@gmail.com

ABSTRACT

This research article explores the foundational principles of peace within the Islamic framework, focusing on domestic, social, economic, and political spheres. Drawing from Quranic teachings and Islamic jurisprudence, the study examines how Islam establishes and sustains peace in various aspects of human life. The analysis begins with an exploration of domestic peace, elucidating Islamic laws and practices concerning gender roles, family dynamics, marriage, and divorce. It then delves into social peace, highlighting the importance of mutual cooperation, justice, and ethical conduct within communities and societies. Furthermore, the article examines economic peace within Islam, emphasizing principles such as fair trade, wealth distribution, and prohibition of usury, all aimed at fostering economic stability and equitable prosperity. Lastly, the research investigates political peace, discussing Islamic principles of governance, consultation, and protection of rights, essential for ensuring stability, security, and cooperation among diverse populations. Through a comprehensive review of Quranic teachings and Islamic jurisprudence, this article provides valuable insights into how Islam addresses the multifaceted dimensions of peace, offering a holistic framework for fostering harmony and well-being within individuals and societies. It underscores the significance of adherence to these principles for achieving sustainable peace and prosperity in the contemporary world.

KEYWORDS

Islamic Peace, Quranic Perspective, Domestic Harmony, Social Justice, Economic Stability

JOURNAL INFO

HISTORY: Received: March 18, 2023 Accepted: June 18, 2023 Published: June 30, 2023

تمہید:

اسلام چونکہ دینِ فطرت ہے، اس لیے اس نے اپنے ماننے والوں کو اتفاق واتحاد کے ساتھ رہنے کی تلقین کی ہے اور ہر قسم کے اختلاف وانتشار سے بچنے کی تعلیم دی ہے۔ اسلام کے لفظ ہی سے سلامتی ٹپکتی ہے اور ایمان کے مادے ہی سے امن وامان کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اسلام اور ایمان شریعت کی دو بنیادی اصطلاحات ہیں۔ ایک کا مادہ ''سلم'' ہے اور دوسرے کا ''امن'' اور ان دونوں کے ایک ہی معنی ہیں، یعنی امن وسلامتی۔ اسی طرح مسلمانوں کے تعارف کے لیے بھی دو لفظ استعمال کیے جاتے ہیں: مسلم اور مومن، جو پہلے دو لفظوں ہی سے مشتق ہیں اور ان کے معنی بھی تقریباً وہی ہیں، یعنی امن اور سلامتی۔ گویا جو شخص خود اپنی اور دوسروں کی سلامتی چاہتا ہے وہ مسلمان ہے اور جو خود اپنے لیے اور دوسروں کے لیے امن کا خواہاں ہے وہ مومن ہے۔ جس مذہب کی لفظی بنیاد تک امن وسلامتی پر مبنی ہو اور جس کے ماننے والوں کو امن وسلامتی کا علمبردار کہا جائے تو غور کیجیے کہ امن وسلامتی کو اس کی تعلیمات اور احکام میں کتنا دخل ہوگا۔

لیکن دنیا میں بعض گروہ پروپیگنڈے کے ذریعے اسلام کو دہشت گردی کا دین اور مسلمانوں کو امن وسلامتی کے دشمن کے طور پر پیش کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ اگر تعصبات سے بالا تر ہو کر اور غیر جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے تاریخ کے دروازے پر دستک دی جائے اور خلوص دل سے کسی نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کی جائے تو اس حقیقت کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہا جا سکتا کہ دنیا میں صرف اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو امن وسلامتی کی ضمانت دیتا ہے۔

ہم اپنے اس مقالے میں امن وسلامتی سے متعلق قرآن کریم کا مفہوم دنیا کے سامنے عیاں کریں گے اور واضح کرے گے کہ اسلام کی تعلیمات کس طرح امن وسلامتی کی تبلیغ وترویج میں قردار ادا کر رہی ہیں اور اسلام اپنے ماننے والوں کو کس انداز اور کس حکمت عملی سے امن وسلامتی کو اپنانے کا درس دیتا ہے۔

امن کا لغوی مفہوم:

امن کا لفظ بنیادی طور پر عربی زبان سے مشتق ہے۔ مختلف عربی لغات میں اس کے معنی اس طرح بیان کیے گئے ہیں۔

(cc) BY
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 3.0 License.

لسان العرب : الامن ضد الخوف[1]

المنجد: امن : امنا وامنا وامانا امنة اطمان فهو امن[2]

المورد : Peace امن طمانية سلم ،سلام[3]

اقرب الموارد : امن اطمان
البلد اطمان اهله
الامنة :الامن وهو سكون القلب وهو ضد الخيانة ومن يشق بكل احد[4]

المعجم الوسيط امن: اطمان ولم يخف
و۔ البلد ۔ اطمان فيه اهله
و ۔ الشرومنه :سلم
و۔ فلان على كذا:وثق فيه واطمان اليه او جعله امينا عليه[5]

مفردات القرآن میں امام راغب لکھتے ہیں:

''اصل میں امن کے معنی مطمن ہونے اور خوف نہ رہنے کے ہیں۔امن امانة امان۔اور یہ سب اصل میں مصدر ہیں۔امان کے معنی کبھی حالت امن کے آتے ہیں اور کبھی اس چیز کو کہا جاتا ہے جو کسی کے پاس بطور امانت رکھی جائے۔''[6]

مولانا وحید الزمان قاسمی کیرانوی لکھتے ہیں:

اَمَنَ اَمْناً وَ اَمَاناً وَ اَمَانَةً وَ آمَناً وَ اِمْناً وَ اَمَنَةً: مطمئن ہونا، بے خوف ہونا۔ هُوَ آمِنٌ و اَمِنٌ واَمِيْنٌ اَلْبَلَدُ: ملک میں امن وامان ہونا۔ الشَّرَّ وَمِنْه: محفوظ رہنا، محفوظ ہونا۔فُلَاناًَ عَلى كَذَا کسی پر اعتماد کرنا۔امانت میں دینا۔[7]

عربی کی ان تعریفوں میں امن کا جو مفہوم متعین ہوتا ہے اس میں آسودگی قلب، داخلی اطمینان وسکون، جمعیت خاطر اور داخلی ہیجانات اور پریشانیوں وغیرہ سے نجات شامل ہیں۔ معاشرتی اعتبار سے باہمی تعاون واشتراک، سازگاری کی عمومی فضا، حقوق وفرائض کی متوازی ادائیگی اور معاشرت میں حسن وخوبی امن کے مفہوم میں شامل ہے اور بین الاقوامی طور پر قوموں کا باہمی جھگڑوں اور مناقشات سے پرہیز امن ہے۔

یوں امن عالم صرف جنگ کی عدم موجودگی ہی کا نام نہیں رہ جاتا بلکہ یہ انسان کی انفرادی، معاشرتی، مذہبی واخلاقی اور بین الاقوامی زندگی میں اطمینان اور بے خوفی کے وسیع مفہوم کو سمیٹے ہوئے ہے۔یہ اس مثالی کیفیت کا نام ہے جہاں زندگی کے تمام شعبے شاہراہ ترقی پر اندیشہ رہزنی کے بغیر سفر کرتے ہیں۔

امن کی ضد۔فتنہ وفساد:

عربی کا مشہور مقولہ ہے "تعرف الاشياء باضدادها" عملی زندگی میں اس مقولے کی افادیت اور صداقت سے انکار ممکن نہیں ہے۔کسی بھی شے کی ضد کو دیکھے بغیر اس کے حسن وقبح کا صحیح طرح اندازہ لگایا ہی نہیں جاسکتا۔رات نہ ہو تو دن کی روشنی اپنی قدر وقیمت کھودے۔آفتاب کی حدت انسان کو پریشان نہ کرے تو چاند کی کرنوں کی ٹھنڈک کا اندازہ کون کرے گا؟

اسی طرح امن وسکون کا تصور بھی پوری طرح سمجھ میں نہیں آسکتا جب تک اس کی ضد۔یعنی بدامنی وبے سکونی اور انتشار اور فتنہ فساد کے مفہوم سے آگاہی نہ ہو اور امن کے فوائد و ثمرات کا اندازہ بھی نہیں کیا جاسکتا جب تک وہ ہولناک نتائج سامنے نہ ہوں جو فتنہ وفساد کے بظاہر سادہ الفاظ کا لازمہ ہیں۔اسی نقطہ نظر سے ہم یہاں امن کی ضد کے طور پر استعمال ہونے والے الفاظ اور ان کے مشتملات دیکھیں گے تاکہ معلوم ہوسکے کہ ان الفاظ کے مفہوم اپنے اندر کون سی وسعتیں لئے ہوئے ہیں۔ان الفاظ میں زیادہ مروج ''فتنہ'' اور ''فساد'' کے الفاظ ہیں۔

فتنہ کے لغوی معنی کے بارے میں ابن منظور لکھتے ہیں:

"قَالَ الأَزهري وَغَيْرُهُ: جِماعُ مَعْنَى الفِتْنة الابْتِلَاءُ والامْتِحانُ وَالِاخْتِبَارُ، وأَصلها مأْخوذ مِنْ قَوْلِكَ فتَنْتُ الْفِضَّةَ وَالذَّهَبَ إِذا أَذبتهما بِالنَّارِ لِتُمَيِّزَ الرَّدِيءَ مِنَ الجيِّدِ، والفتنة الفلال والاثم
والفتنة الفضيحة
والفتنة العذاب
والفِتْنةُ: مَا يَقَعُ بَيْنَ النَّاسِ مِنَ الْقِتَالِ"[8]

احمد مصطفی مراغی "فتنہ" کے لغوی معنی یوں بیان کرتے ہیں۔

"والفتنة من قولهم فتن الصائغ الذهب إذا أذابه في النار ليستخرج منه الزّغل، ثم استعملت في كل اختبار شاقّ كالإخراج من الوطن المحبب من الطباع السليمة والفتنة في الدين، ويكون الدين"[9]

بقول صاحب کشاف:

"فتنہ داخلی طور پر انتشار، فکر وعقیدے کی پراگندگی، گمراہی وکجروی، معاشرتی اعتبار سے ظلم و تشدد، تعذیب اور جنگ و جدل اور دینی واخلاقی اعتبار سے سیدھے راستے پر چلنے سے روکنے کا نام ہے۔"[10]

فساد: ابن منظور کے بقول:

"الفساد :نقيض الصلاح

فسداء : اذا اباره "[11]

صاحب المنجد کے بقول:

"فسد: ضد صلح

الفساد: املهم واللعب ۔ اخذ المال ظلما "[12]

سید ابوالاعلیٰ مودودی کے بقول۔ لغت میں فساد کہتے ہیں کسی چیز کے حالت اعتدال سے نکل جانے کو، اور اصلاح اس کی ضد ہے۔ لغوی معنی کے اعتبار سے ہر وہ فعل جو عدل و اصلاح کے خلاف ہے فساد ہے۔

قرآن مجید کی متعدد آیات کریمہ اس بات پر شاہد ہیں کہ رب العالمین فساد اور مفسد کو پسند نہیں فرماتا۔ چند نظائر ملاحظہ ہوں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ"[13]

" اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ"[14]

" وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ"[15]

حالت فتنہ وفساد اللہ کی نگاہ میں قتل سے بھی زیادہ ناپسندیدہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَ الْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ" [16]

" وَ الْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ" [17]

اسلام میں قتال وجہاد کی اجازت اور حرمت کا مقصد بھی فتنہ وکفر وشرک کو ختم کرنا اور اللہ کے دین کو غالب کرنا ہے۔ فرمایا:

"وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ"[18]

" وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ"[19]

اسلام کا مفہوم:

اسلام کا مادہ س ل م بڑے ہی اہم، خیال انگیز اور متنوع معانی پر دلالت کرتا ہے جن سے آگاہی اس اصطلاح کو جامع طور پر سمجھنے میں بڑی مدد دے سکتی ہے۔ قرآن مجید میں اسلام کی وسعت کو کئی معنوں میں بیان کیا گیا ہے جو درج ذیل ہیں:

۱۔ عیوب ونقائص سے پاک وصاف۔[20]

۲۔ روحانی وجسمانی آفات، حوادث اور خطرات سے نجات پانا اور محفوظ ہونا۔[21]

۳۔ خوف وحزن سے حفظ وامان اور امن وسلامتی[22]

۴۔السلام۔اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے۔[23]

5۔قلب سلیم سے مراد ایسا قلب ہے جو جرم و گناہ کی آگ سے محفوظ اور اپنی حسین حالت پر صحیح و سالم ہو[24] اسی معنویت کی بناپر قلب سلیم کو نفس مطمئن سے تعبیر کیا گیا ہے۔ [25]

6۔سلم الیہ: مطیع وفرماں بردار ہونا۔سلم الشئی خالص ہونا

سلم بالامر: راضی ہونا، سلمہ الی فلان: سپرد کردینا۔سلمہ من الافۃ: محفوظ رکھنا۔سلمہ الشی فسلمہ: کسی کو کوئی چیز تفویض کرنا اور اس کا قبول کرلینا۔

7۔سالم: مصالحت کرلینا۔اسلم: مطیع وفرماں بردار ہونا، دین اسلام قبول کرلینا۔

اسلم امرہ الی اللہ۔اس نے اپنے کو مشیت ایزدی کے سپرد کردیا۔

8۔تسلم: مسلمان ہونا۔

9۔تسالم: (القوم) باہم مصالحت وموافقت کرلینا۔

10۔السلمۃ: سلامتی، فرماں برداری۔

11۔التسلم: سیڑھی۔وسیلہ۔رفعت وترقی کا زینہ

12۔دارالسلام: سلامتی کا گھر، جنت(26)

13۔سلاما: لغو واثم کی ضد(27)

14۔السلم والسلم والسلام کے معنی صلح کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا“[28]

”جو شخص تم کو اسلام لے آئے اس سے یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں۔“

نیز فرمایا:

”يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً“[29]

”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔“

15۔الاسلام: اس کے اصل معنی سلم یعنی صلح میں داخل ہو جانے کے ہیں اور صلح کے معنی ہیں کہ فریقین باہم ایک دوسرے سے تکلیف پہنچنے سے بے خوف ہو جائیں۔

اسلام کی قسمیں:

شرعاً اسلام کی دو قسمیں ہیں:

اولاً: کوئی شخص محض زبان سے اسلام کا اقرار کرے۔دل سے معتقد نہ ہو۔اس سے اس کا مال و دولت، جان اور عزت محفوظ ہو جاتی ہے۔اس کا درجہ ایمان سے کم ہے۔مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا“[30]

”دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔کہہ دو! تم ایمان نہیں لائے (بلکہ یوں) کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں۔“

ثانیاً: اسلام کا درجہ ایمان سے بھی بڑھ کر ہے اور وہ یہ ہے کہ زبان سے اعتراف کے ساتھ ساتھ دلی اعتقاد بھی ہو اور عملاً اس کے تقاضوں کو پورا بھی کرے۔مزید براں یہ کہ ہر طرح سے قضاو قدر الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کردے۔

جب ان (حضرت ابراہیمؑ) کے رب نے ان سے کہا کہ اسلام لے آؤ (مطیع وفرمانبردار ہو جاؤ) تو انہوں نے جواب دیا۔میں جہانوں کے رب کے سامنے سر تسلیم واطاعت خم کرتا ہوں[31]

یہی رونی انسانی۔ یہی رویہ اور یہی دستور حیات اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہے۔ دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔[32] ایمان اور اسلام لازم وملزوم ہیں۔[33]

الغرض مسلم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو مانتا ہو، اس کی اطاعت کرتا ہو اور مشرک نہ ہو[34] مشرک اور مسلم ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ انسان کا دین صرف اسلام ہے لہٰذا دین میں فرقے بنانا مسلمانوں کا شعار نہیں کیونکہ ایسا کرنا شرک ہے۔[35]

علاوہ ازیں مسلمان نہ تو کفران نعمت کرتا ہے۔[36] نہ کفر کی باتیں کرتا ہے۔[37] اور نہ وہ مجرم ہی ہوتا ہے۔[38]

اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے متعلق اس اہم حقیقت کی بھی نشاندہی کر دی ہے کہ چونکہ پیغمبر اعظم و آخر ﷺ خاتم النبیین ہے۔[39] اور آپ کے بعد پھر کسی کو مبعوث نہیں ہونا تھا۔ لہٰذا آپ ﷺ کے عہد بعثت میں دین اسلام کی تکمیل کر دی گئی۔[40]

اسلام دین فطرت ہے۔ اس کے دو مفہوم ہیں۔ ایک یہ کہ یہ فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کے معتقدات و تعلیمات اور امر و نواہی بعینہ وہی ہیں جو انسان فطرۃً چاہتا ہے۔ دوسرے اس کے احکام و قوانین اللہ تعالیٰ کے ہیں جو فاطر ہستی ہے چونکہ نہ تو نوامیس فطرت بدلتے ہیں اور نہ فطرت انسانی۔ لہٰذا دین اسلام غیر متبدل و ناقابل تغیر ہے جس کے لیے قرآن مجید ''دین قیم'' کی تعبیر اختیار کرتا ہے۔[41]

دین ایک ناقابل تقسیم ''کل'' ہے اس لئے اسے دین توحید بھی کہتے ہیں۔ اس لئے اس امر کی توجیہہ ہو جاتی کہ کیوں اسلام میں فرقہ بندی کو شرک قرار دیا گیا ہے۔[42] اسلام کا خدا چونکہ رحمان ورحیم ہے۔[43] اور لطیف و کریم[44] ہے اس لئے اس نے رحمت کو اپنے اوپر واجب قرار دیا ہے۔[45] اور اس کی آخری زندہ جاوید کتاب قرآن مجید بھی رحمت ہے۔[46] نیز اس کا پیغمبر آخر الزمان بھی رحمۃ للعالمین[47] ہے۔ لہٰذا اسلام دین رحمت تمام بھی ہے اور تحریک رحمۃ اللعالمین بھی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسلام نہ صرف عام انسانی بلکہ جملہ حیوانی و نباتاتی و جماداتی عوامل کے لیے رحمت ہے۔ رحمت کی اصطلاح ہمدردی و غم خواری، ایثار و قربانی، شفقت و محبت اور عدل و احسان کے عملی اظہار پر دلالت کرتی ہے جس سے دوسروں کو مادی یا روحانی یا دونوں طرح کا فائدہ پہنچے۔[48] علاوہ ازیں یہ ہمہ گیر و عالمگیر اور ابدی تحریک ہے۔

ہم نے دیکھا کہ عربی کے لفظ سلام کے معنی امن اور صحت کے ہیں۔ نزول قرآن کے بعد سے عام طور پر باہمی سلام کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔ نزول قرآن کی شب کو لیلۃ القدر کہا گیا اور اسے طلوع فجر تک سلامتی قرار دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ بندوں کو اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی سلامتی کے گھر (دار السلام) کی طرف بلاتے ہیں۔

امن کے لیے استعمال ہونے والا لفظ سلام۔ ساری دنیا میں باہمی سلامتی کے شعار کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور یہی لفظ جنت میں داخلے کے وقت بولا جائے گا۔

ہم نے دیکھا ہے امن کے معنی نفس کے مطمئن ہونے اور خوف کے ختم ہونے کے بھی ہیں۔ امان کے معنی کبھی حالت امن کے آنے کے ہیں اور کبھی اس چیز کو کہا جاتا ہے جو کسی کے پاس رکھی جائے۔ قرآن میں ارشاد ربانی ہے:

''وَمَنْ دَخَلَہٗ كَانَ اٰمِنًا''[49]

''جو بھی اس میں داخل ہوا محفوظ ہو گیا (ہر خطرے سے)۔''

''اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا''[50]

''کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے حرم کو امن والا بنا دیا ہے۔''

'' یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ''[51]

''اے ایمان والو! نہ خیانت کرو اللہ ورسول سے اور نہ خیانت کرو اپنی امانتوں میں۔''

ایمان کا لفظ بطور تعریف کے استعمال ہوتا ہے جس کے معنی مان لینے اور تصدیق کرنے کے ہیں اور یہ ایسی تصدیق ہے جس سے اطمینان حاصل ہو جائے۔[52]

''وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖٓ اُولٰٓئِكَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ''[53]

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہ اللہ کی جناب میں صدیق ہیں۔''

حضرت عبداللہ بن سلامؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ تشریف آوری پر میں نے آپ ﷺ کی پہلی تقریر میں یہ الفاظ سنے: "افشوا السلام "یعنی پیغام! امن و سلامتی کو عام کرو۔ چنانچہ اسلامی آداب میں سلام کی دعا اتنی عام ہے کہ اس میں سابقہ جان پہچان اور دین و عقیدہ کا امتیاز بھی نہیں برتا جاتا۔

علامہ رشید رضا لکھتے ہیں:

"وجعلت تحية المسلمين بلاشعاربان دينهم دين اسلام والايمان وانهم اهل السلم ومحبوا السلامه"(54)

''خیر مقدمی کے لیے مسلمانوں کا سلام اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ ان کا دین سلامتی اور امن دینے والا ہے اور یہ کہ مسلمان امن و سلامتی پسند ہیں۔''

«عن ابن عباس انهم يقولون للذمى السلام عليك.... و فى البخارى الامر بالسلام على من تعرف ومن لا تعرف »(55)

''ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مسلمان ذمی کو السلام علیک کہتے تھے...اور بخاری میں اپنے واقف اور ناآشنا سب ہی کو سلام کہنے کا حکم ہے۔''

قرآن مجید میں مسلمانوں کے لیے حکم ہے:

''يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً''(56)

''اے ایمان والو! سب کے سب امن و سلامتی میں داخل ہو جاؤ۔''

قرآن مجید میں اسی کے ذریعہ امن و سلامتی کی راہیں دکھائی گئی ہیں:

''يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ''(57)

''قرآن مجید کے ذریعہ اللہ انہیں جو اس کی خوشنودی کا اتباع کرتے ہیں، سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے۔''

امن ہی وہ فلاح ہے جس کے لیے رسول رحمت ﷺ نے منظم معاشرہ کی تشکیل نظام صلوٰۃ کے ذریعہ فرمائی اور پانچوں وقت مؤذن سے ''حی علی الفلاح'' کا اعلان کرایا۔

امن وہ سلام ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے ہر مسلمان کی زبان سے کہلوا کر پورے معاشرے میں عام کر دیا۔

''عالمی امن''، جو آج مہذب دنیا اور اقوام متحدہ کا مقصود اعلیٰ بنا ہوا ہے اسے مقبول عام بنانے اور اس کی حقیقت وافادیت ابھار کر دنیا کے سامنے لانے میں اسلام کے بنیادی پیغام اور ختم المرسلین رحمۃ اللعالمین کی مسلسل جدوجہد کا بہت بڑا اور بنیادی حصہ ہے۔ بالیقین اس مینار امن کی روشنی سے ایک دن انسانیت پائیدار عالمی امن حاصل کر کے رہے گی۔ یہاں یہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ ''امن عالم''، کوئی ایسا خواب نہیں جسے نرم بچھونوں پر لیٹے لیٹے دیکھ لیا جائے۔ اس کے لیے پیغمبر امن کے ہجاد بھرے اسوہ حسنہ کو اپنانا ہوگا۔ اس لئے کہ امن کا پیغام بہت سے ظالموں اور جابروں کو ان کے مفادات سے محروم کر دیتا ہے اور ان فراعنہ اور طواغیت کے لیے جو انسانیت کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کرتے ہیں۔ پیغام موت دیتا ہے۔ لہٰذا انہیں اپنی بقا کے لیے امن کی تحریک کو کچلنے کے سوا کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

امن کی جہتیں:

امن کی مختلف جہتوں کو درج ذیل آسان عنوانات کے تحت یوں بیان کیا جاتا ہے۔

انفرادی امن و سکون:

اسلام نے پورے عالم انسانیت میں امن کے قیام کی ابتداء ایک فرد سے کی ہے۔ اس کی بہت سی وجوہات ہیں۔

i۔ علم انسانی کی بنیادی اکائی فرد ہی ہے جس طرح ایک فصیل خواہ وہ کتنی ہی لمبی چوڑی اور اونچی کیوں نہ ہو۔ بہر حال اینٹوں ہی سے بنتی ہے اور اس کی مضبوطی کا سارا دارو مدار انہی انیٹوں پر ہوتا ہے۔ اسی طرح امن عالم کا تصور بھی افراد نسل انسانی کے داخلی سکون واطمینان کے بغیر نہیں کیا جا سکتا۔

ii۔ انسان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ عالم اصغر ہے اور اس کے باطن میں نہ صرف یہ کہ عالم ارض بلکہ پوری کائنات منعکس ہے۔ اس حقیقت عظمیٰ کو صوفیا نے خوب سمجھا ہے اور اصطلاح انہی کی واضح کردہ ہے کہ اس بات کو تو عام طور پر سبھی لوگ جانتے ہیں کہ انسان کے باطن پر خارجی اثرات مرتب ہوتے ہیں اور کائنات ارضی و سماوی کے تمام واقعات و حوادث انسان کی داخلی کیفیات پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ لیکن اس حقیقت سے بہت کم واقف ہیں تاہم یہ امر واقعہ ہے کہ اس عالم اصغر یعنی انسان کا باطن بھی عالم اکبر یعنی کائنات پر اثر انداز ہوتا ہے اور خارج کی وسعتوں اور پہنائیوں پر عکس ڈالتا ہے۔ لہٰذا نسل انسانی کے افراد کے باطن میں اگر سکون واطمینان ہوگا تو لا محالہ کائنات ارضی و سماوی پر بھی اس کا عکس پڑے گا اور امن کا قیام ہو سکے گا۔

iii۔ تاریخ عالم پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں تو صاف پتہ چلے گا کہ بسا اوقات بعض افراد کے داخلی انتشار و فساد کی وجہ سے عظیم خونریزیاں ہوئیں اور امن عالم تہ و بالا ہوا۔ ہلاکو، چنگیز، ہٹلر، میسولینی اور ایسے لوگوں کی شخصیتوں کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کے جذبات واحساسات کے اختلال اور ذہنی و قلبی انتشار ہی کے نتیجے میں پورے عالم ارضی کا سکون وچین ختم ہوا اور بے اندازہ قتل وغارت گری کا بازار گرم رہا۔(58)

گھریلوامن وسلامتی:

انسانی معاشرے کی ابتداء خاندان سے ہوتی ہے۔اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے پروفیسر خالد علوی لکھتے ہیں:

"علمائے معاشرت کا کہنا ہے کہ اچھے معاشرے کا دارومدار مستحکم خاندان پر ہے۔تاریخ انسانی پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ تہذیبوں اور تمدنوں کے زوال کا باعث خاندان کا انتشار ہے۔رومی تہذیب اسی کے سبب زوال کا شکار ہوئی اور دور حاضر کے متمدن اور مہذب معاشرے اسی انتشار کا شکار ہیں۔جو نظام کار تباہی تک پہنچادیتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ خاندان ایک ایسا ادارہ ہے جو انسانی رویے اور طرز عمل کی تشکیل کرتا ہے۔خاندان ہی وہ واحد ادارہ ہے جس کے ذریعے معاشرتی تربیت ہوتی ہے اور خاندان ہی وہ ادارہ ہے جو فرد کو اپنے فرائض کا احساس دلاتا ہے اور اسے فرق مراتب کا شعور بخشتا ہے۔اگر خاندان کا استحکام ختم ہو جائے تو انسانی طرز عمل، معاشرتی فرائض کا شعور اور افراد معاشرہ کے مراتب کا تعین سب کچھ ختم ہو جائے۔ان قدروں کا فقدان معاشرتی بحران پر منتج ہوتا ہے جسے قومی ہلاکت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔"(59)

1۔نکاح۔ایک پاکیزہ تعلق

قرآن مجید میں حکم ربانی ہے:

"وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآىٕكُمْ ۚ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ "(60)

"تم میں سے جو لوگ مجرد ہوں، اور تمہارے لونڈی غلاموں میں سے جو صالح ہوں، ان کے نکاح کر دو۔اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے اُن کو غنی کر دے گا، اللہ بڑی وسعت والا اور علیم ہے۔"

گھریلوامن کے قیام کی ضمانتیں:

اسلام دین کامل ہے یہ جس طرح نظریے اور تعلیم کے میدان میں معقولات کا مظاہرہ کرتا ہے اسی طرح عمل اور تجربے کی دنیا میں اپنی افادیت ثابت کرتا ہے۔اپنی اسی خصوصیت کے پیش نظر اسلام نے گھریلو زندگی کے راحت وسکون کو برقرار رکھتے ہوئے قانونی اور تشریعی اقدامات بھی کیے ہیں۔ان قوانین کی پابندی خانگی زندگی پر وہ پائداری عطا کرتی ہے جو دوسرے معاشروں کے لیے ایک قابل تقلید مثال ہے۔گھریلوامن کے قیام کی ضمانت کے لیے اسلام نے مرد کی قوامیت، عورت کے دائرہ کار کا تعین، ستر وحجاب کے قوانین، تعدد ازدواج، طلاق وغیرہ کے قوانین مرحمت فرمادیئے تاکہ گھر میں ہر فرد کا دائرہ کار متعین ہو جائے۔

معاشرتی امن:

افراد کے باہمی تعاون اور ربط و تعلق سے پہلے خاندان، پھر کنبہ اور قبیلہ اور اس سے آگے بڑھ کر معاشرہ اور ریاست وجود میں آتے ہیں۔ساری دنیا چونکہ چند معاشروں اور چند ریاستوں پر مشتمل ہے۔امن عالم سے مراد ان معاشروں اور ریاستوں کے باہمی پرامن ربط و تعلق کے سوا اور کچھ نہیں۔لہٰذا ان معاشروں اور ریاستوں کے داخلی امن وسکون کو امن عالم سے وہ نسبت ہے جو ایک فرد کے داخلی امن کو اس کے خارجی امن سے ہے۔

معاشرتی امن کی یہ اہمیت سامنے رکھی جائے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام جو زندگی کے ہر شعبے کو امن وسلامتی سے ہمکنار کر کے بالآخر امن عالم کی منزل تک پہنچانے کا منصوبہ رکھتا ہے اس اہم شعبے سے غفلت نہیں برت سکتا تھا۔چنانچہ معاشرتی امن کی اسلامی تعلیمات اس سلسلے کی کڑی ہیں۔اس طرح قرآن حکیم اور سیرت طیبہ میں انسانی معاشرے کی بنیاد اور معاشرتی آداب وغیرہ کے بارے میں واضح احکامات دے رکھے ہیں تاکہ معاشرتی امن قائم کیا جاسکے۔

معاشی،اقتصادی امن:

معاشی امن کی ایک معاشرے کے لیے کیا اہمیت ہے۔پروفیسر خورشید احمد اس کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:

"ایک فرد کے لیے معاشی آزادی کے بغیر سیاسی اور معاشرتی آزادیاں بے معنی ہو جاتی ہیں۔معاشرے میں معاشی انصاف کے بغیر سکون، سلامتی اور یکجہتی کا حصول ناممکن رہتا ہے اور قوموں کے لیے معاشی استحکام کے بغیر سیاسی آزادی کو بھی برقرار رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔"(61)

دور حاضر میں اقتصادی میدان میں ایک متوازن تعلیم کی عدم موجودگی نے جو فتنہ وفساد برپا کیا ہے اور اس فتنے نے انسانوں کو جس جہنم میں دھکیل دیا ہے، اس فتنے کا مکمل علاج صرف اور صرف اسلام ہی کے پاس ہے۔اسلام نے سود کو حرام قرار دیا۔تجارت، معاملات زمین، کاشتکاری اور باہمی لین دین کے تمام اصول وقواعد قائم کر دیئے۔

اسلامی معاشی نظام کی ایک اہم خصوصیت جو امن واستحکام کے قیام کی بجائے خود ایک مکمل ضمانت ہے وہ اس کا نظام کفالت عامہ ہے۔ کفالت کو اسلام خاندان کے دائرے سے پھیلانا شروع کرتا ہے اور معاشرتی و قومی سے لے کر بین لااقوامی دائرے تک لے جاتا ہے۔ اس نظام کفالت میں صرف ترغیب و تحریص ہی نہیں بلکہ صدقات واجبہ بھی شامل ہیں جو ہر زمانے اور ہر دور میں معاشی دوڑ میں پیچھے رہ جانے والے لوگوں کے لیے وسائل زندگی کی ضمانت مہیا کرتے ہیں۔

''اسلام کے اسی معاشی نظام پر انسانیت کی نجات منحصر ہے۔ اس کا مرکزی تصور انسان اور اس کی معاشی و اخلاقی فلاح ہے۔ وہ معاشرتی ترقی کو اعلیٰ ترین مدارج پر پہنچانے کے ساتھ ساتھ سماجی انصاف، آزادی اور اخلاقی ترقی کو اولین اہمیت دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا معاشی نظام سرمایہ داری اور اشتراکیت دونوں سے اپنے مقصد، اپنے مزاج اور اپنے اصولوں کے اعتبار سے مختلف ہے اور ہر حیثیت سے اعلیٰ اور برتر۔''(62)

سیاسی امن:

سیاسی زندگی انسان کی معاشرتی زندگی کا ایک اہم حصہ ہے جہاں امن قائم کیے بغیر معاشرتی امن کا خاکہ ادھورا رہ جاتا ہے۔ اس حوالے سے اسلام کی تعلیمات میں سیاسی پہلو کی اصلاح کیے جانے والے اقدامات اس شعبہ زندگی، ہمہ گیر سلامت روی کی طرف لے جاتے ہیں جو صرف اسلام کا طرہ امتیاز ہے۔

یہاں اسلام کی سیاسی زندگی کے بارے میں دی گئی ساری ہدایات کا تذکرہ مقصود نہیں ہے۔ بلکہ ان دو تین نمایاں اقدامات کا ذکر ہے جو اس پہلو کو بڑے فتنے اور فساد سے بچاتے ہیں اور امن کی طرف لے جاتے ہیں۔ اس خاکے میں باقی رنگ تو بعد میں بھرے جاتے ہیں۔ اولین مرحلہ بنیادی خامیوں کی اصلاح کا ہے۔ سیاسی معاملات میں اولین کام امیر کا انتخاب ہے۔ اسلام اسے شوریٰ کے ذریعے طے کرنے پر زور دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

''وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ''(63)

''اور ان کا معاملہ باہمی مشورہ سے طے پاتا ہے۔''

اسی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:

"لا خلافة الا عن مشورة "

''مشورہ کے بغیر کوئی خلافت نہیں۔''

یعنی شوریٰ کے بغیر چلنے والا نظام خلافت نہیں جو اسلام کا مقصود ہے بلکہ یہ ملوکانہ استبداد ہے جس میں لوگوں کی رائے شامل نہیں ہے جس کے فیصلوں کو بطیب خاطر قبول نہیں کر سکتے اور جس کے معاملات سے وہ نہ مطمئن ہوتے اور نہ ہی امن پا سکتے ہیں۔

اسلام نے حکمران کے جو فرائض بیان کئے ہیں ان کی ادائیگی بھی معاشرے میں امن کے قیام کی ضمانت دیتی ہے۔ امام ماوردی کی بیان کردہ فہرست کے مطابق ایک خلیفہ کے فرائض درج ذیل ہیں:

۱۔ وہ دین کی حفاظت اور اس کے اصول مستقرہ اور سلف کے اجماع کے مطابق کرے۔

۲۔ جھگڑنے والوں میں احکام شرعیہ نافذ کرے اور مخاصمتوں کا فیصلہ کرے تاکہ انصاف کا دور دورہ ہو۔ کوئی ظالم دست تعدی دراز نہ کرنے پائے اور کوئی کمزور مظلوم نہ بنے۔

۳۔ ملک کی حفاظت کرے اور دشمن سے اسے بچائے تاکہ تمام لوگ اطمینان سے اپنی زندگی کے کاروبار میں مصروف ہوں اور بغیر جان و مال کے خطرے کے اطمینان سے سفر کر سکیں۔

۴۔ حدود شرعیہ کو قائم کرے تاکہ جن باتوں کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے ان کا کوئی شخص ارتکاب نہ کرے۔ نیز اس کے بندوں کے حقوق تلف و برباد نہ ہونے پائیں۔

۵۔ سرحدوں کی پوری طرح حفاظت کرے کہ دشمن کو اس میں اچانک دراندازی کا موقع نہ رہے تاکہ مسلمانوں اور ذمیوں کی جانیں محفوظ رہیں۔

۶۔ پہلے اسلام کی دعوت دے۔ نہ ماننے پر مخالفین اسلام سے جہاد کرے تاکہ وہ مخالف یا تو اسلام قبول کریں یا ذمی بن جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے خلیفہ پر یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کے لیے تمام دوسرے ادیان پر غلبہ و تفریق حاصل کرے۔

۷۔ خوف، جبر اور زیادتی کے بغیر احکام شرعیہ اور اجتہاد فقہی کے مطابق خراج و صدقات وصول کرے۔

۸۔ بیت المال سے مستحقین کے لیے وظیفے اور تنخواہیں۔ نہ اس میں اسراف ہو نہ امساک، نیز یہ وظیفے اور تنخواہیں مستحقین کو بلا تقدیم و تاخیر وقت پر دی جائیں۔

۹۔دیانتداروں کواپنا قائم مقام اور قابل اعتماد لوگوں کو حاکم و عامل مقرر کرے اور خزانے کوایسے ہی لوگوں کے سپرد کرے تاکہ انتظام قابل لوگوں سے مضبوط ہو اور خزانہ دیانتدار لوگوں کے قبضے میں محفوظ رہے۔

۱۰۔خود تمام امور سلطنت کی نگرانی کرتا رہے اور تمام واقعات سے باخبر رہے تاکہ امت کی پاسبانی اور ملت کی حفاظت وہ خود کر سکے اور عیش و عشرت یا عبادت میں مشغول ہو کر اپنے فرائض دوسروں کے حوالے نہ کرے کیونکہ ایسی صورت میں دیانتداری بھی خیانت کرنے لگتا ہے اور وفادار و بھی خواہ کی نیت میں بھی فرق پڑ جاتا ہے۔(64)

مسلم حکمران کے فرائض کو دیکھا جائے توان میں اجتماعی عدل، حدود الٰہی کا قیام، اسلام کے معاشی نظام کا قیام غرضیکہ ایک فلاحی ریاست کے تمام خدوخال اپنی پوری آب و تاب سے موجود ہیں۔ایک ایسی ریاست جہاں ہر فرد اپنی جگہ مطمئن، مسرور اور فارغ البال ہے۔اس امن سے بڑھ کر معاشرے میں کسی اور نظریہ امن کی گنجائش ہی نہیں ہو سکتی جو اسلام پیش کرتا ہے۔

اسلام امن اور سلامتی کا پہلا اور آخری پیغام ہے۔تخریب کاری، دہشت گردی اور قتل و غارت گری ہمارے دین کے مزاج کے خلاف ہے۔لیکن اگر کوئی مسلسل زیادتی کرتار ہے، سازشیں کرتا رہے، اسلامی ریاست کے خلاف ظلم اور دہشت گردی کرے، بنیادی انسانی حقوق کا خیال نہ رکھے جیسے انڈیا اور اسرائیل اس وقت کر رہے ہیں۔کشمیر اور فلسطین کے مسلمان نصف صدی سے قتل ہو رہے ہیں۔ مسلح افواج نے ان کے گھروں کو اجاڑ دیا ہے۔ان کی عصمتوں کو برباد کر دیا ہے، ان کا امن چین اور سکون غارت کر دیا ہے۔لیکن عالمی امن کے علمبردار ادارے یو این او(UNO) سمیت سلامتی کونسل سب کی آنکھیں مسلمانوں کے بہتے ہوئے خون اور ان کے غصب شدہ حقوق کی حمایت کرنے کی بجائے بھارت اور اسرائیل کے جارحانہ عزائم کو سپورٹ کرتے ہیں۔اس صورت حال میں اگر مسلمان ردعمل کے طور پر اپنے حقوق کی خود حفاظت کرنے لگیں اور اپنے دشمن کے خلاف ہتھیار اٹھا لیں تو اسے دہشت گرد کہا جاتا ہے۔(65)

حواشی وحوالہ جات(REFERENCES)

(1) ابن منظور، محمد بن مکرم، علامہ، لسان العرب، نشر ادب الحوذۃ، قم، ایران، 2000ء، 13/21
(2) یسوعی، لوئیس معلوف، المنجد، المطبعۃ الغاثولیکہ، بیروت، 1927ء، ص:188
(3) البعلبکی، الدکتور روحی، المورد، دار العلم للملایین، بیروت، لبنان، 1995ء، ص:666
(4) خوری، سعید، اللبنانی، اقرب المورد، منشورات مکتبہ آیۃ اللہ، قم، ایران، 1404ھ، 1/20
(5) مجمع اللغۃ العربیہ، المعجم الوسیط، دار الدعوۃ، مصر، 2004ء، 1/27
(6) راغب اصفہانی، حسین بن محمد، ابوالقاسم، مفردات القرآن، (مترجم: مولانا محمد عبدہ)، اسلام اکادمی، لاہور، 1987ء، ص:49
(7) کیرانوی، وحید الدین، مولانا، قاسمی، القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات، لاہور، 2001ء، ص:136
(8) ابن منظور، لسان العرب، 13/317۔320
(9) المراغی، احمد مصطفٰی، تفسیر المراغی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 2/88
(10) زمخشری، محمود بن عمر، علامہ، تفسیر الکشاف، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1417ھ، 2/236
(11) لسان العرب، 3/335۔336
(12) لوئیس معلوف الیسوعی، المنجد، المطبعہ الغاثولیکہ، بیروت، 1927ء، ص:583
(13) البقرہ2:205
(14) القصص:77
(15) المائدہ5:64
(16) البقرہ2:191
(17) البقرہ2:117
(18) البقرہ2:193
(19) الانفال6:39

(20) البقرہ2:71
(21) الانفال8:43
(22) الحجر15:46
(23) الحشر59:3
(24) الشعراء31:89
(25) الفجر89:27
(26) الانعام6:128
(27) الواقعہ56:26؛مریم19:62
(28) النساء4:94
(29) البقرہ2:121
(30) الحجرات49:14
(31) البقرہ2:121
(32) آل عمران3:19
(33) الروم30:53
(34) آل عمران3:27؛الحج22:78
(35) الروم30:31۔32
(36) النحل16:112
(37) التوبہ9:74
(38) القلم68:35
(39) الاحزاب33:40
(40) المائدہ5:3
(41) الروم30:30
(42) ایضاً:31۔32
(43) الفاتحہ1:2
(44) الانفطار82:6؛الشوریٰ42:19
(45) الانعام6:12؛المومن40:70
(46) النحل16:77؛یونس10:57
(47) الانبیاء21:107
(48) الروم30:36
(49) آل عمران3:97
(50) العنکبوت29:67
(51) الانفال8:27
(52) مفردات القرآن،ص:50
(53) الحدید57:19

(54) رشد رضا، علامہ، تفسیر المنار، دار المعرفۃ، بیروت، 5، 312

(55) ایضاً، 5، 313

(56) البقرہ 2:208

(57) المائدہ 5:16

(58) اسرار احمد، ڈاکٹر، قرآن اور عالم، ص: 4-5

(59) خالد علوی، پروفیسر، اسلام کا معاشرتی نظام، الفیصل ناشران و تاجران، لاہور، ص: 82-83

(60) النور 24:32

(61) خورشید احمد، پروفیسر، اسلامی نظریہ حیات، شعبہ تالیف جامعہ کراچی، کراچی، ص، 446

(62) خورشید احمد، اسلامی نظریہ حیات، ص: 464

(63) الشوریٰ 42:38

(64) ماوردی، علی بن محمد، ابوالحسن، الاحکام السلطانیہ، (اردو ترجمہ: اسلام کا نظام حکومت، مترجم: پروفیسر ساجد الرحمٰن)، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، لاہور، 1990ء، ص: 33-34

(65) منہاج القرآن، ماہنامہ، لاہور، نومبر 1999ء، ص: 41

REFERENCES (ENGLISH)

(1) Ibn Manzoor, Muhammad bin Mukarram, Allama, Lisan al-Arab, Nashr Adab al-Hawzah,Qom, Iran, 2000, pp. 13-21.

(2) Louis Maalouf Yesoui, Al-Munjid, Al-Matba'ah al-Ghathoubiyah, Beirut, 1927, p. 188.

(3) Al-Ba'labakki, Dr. Ruhi, Al-Mawrid, Dar al-Ilm lil-Malayin, Beirut, Lebanon, 1995, p. 666.

(4) Khouri, Saeed, Al-Lubnani, Aqrab al-Mawrid, Manshurat Maktabah Ayatullah, Qom, Iran,1404 AH, pp. 1-20.

(5) Majma al-Lughah al-Arabiyyah, Al-Mu'jam al-Wasit, Dar al-Da'wah, Egypt, 2004, pp. 1-27.

(6) Raghib Asfahani, Husayn bin Muhammad, Abu al-Qasim, Mufarradat al-Quran, (Translator: Maulana Muhammad Abda), Islam Academy, Lahore, 1987, p. 49.

(7) Kiranvi, Wahiduddin, Maulana, Qasmi, Al-Qamus al-Wahid, Idara Islamiyat, Lahore, 2001, p. 136.

(8) Ibn Manzoor, Lisan al-Arab, 13:317-320.

(9) Al-Maraghi, Ahmad Mustafa, Tafsir al-Maraghi, Dar Ihya al-Turath al-Arabi, Beirut, 2:88.

(10) Zamakhshari, Mahmood bin Umar, Allama, Tafsir al-Kashaf, Dar Ihya al-Turath al-Arabi, Beirut, 1417 AH, 2:236.

(11) Lisan al-Arab, 3:335-336.

(12) Louis Maalouf Al-Yesoui, Al-Munjid, Al-Matba'ah al-Ghathouliyah, Beirut, 1927, p. 583.

(13) Al-Baqarah 2:205.

(14) Al-Qasas 28:77.

(15) Al-Ma'idah 5:64.

(16) Al-Baqarah 2:191.

(17) Al-Baqarah 2:117.

(18) Al-Baqarah 2:193.

(19) Al-Anfal 8:39.

(20) Al-Baqarah 2:71.

(21) Al-Anfal 8:43

(22) Al-Hijr 15:46

(23) Al-Hashr 59:3

(24) Ash-Shu'ara 26:89

(25) Al-Fajr 89:27

(26) Al-An'am 6:128

(27) Al-Waqi'ah 56:26; Maryam 19:62

(28) An-Nisa 4:94

(29) Al-Baqarah 2:121

(30) Al-Hujurat 49:14

(31) Al-Baqarah 2:121

(32) Al-Imran 3:19

(33) Ar-Rum 30:53

(34) Al-Imran 3:27; Al-Hajj 22:78

(35) Ar-Rum 30:31-32

(36) An-Nahl 16:112

(37) At-Tawbah 9:74

(38) Al-Qalam 68:35

(39) Al-Ahzab 33:40

(40) Al-Ma'idah 5:3

(41) Ar-Rum 30:30

(42) Additionally, 30:31-32

(43) Al-Fatihah 1:2

(44) Al-Infitar 82:6; Ash-Shura 42:19

(45) Al-An'am 6:12; Al-Mu'min 40:70

(46) An-Nahl 16:77; Yunus 10:57

(47) Al-Anbiya 21:107

(48) Ar-Rum 30:36

(49) Al-Imran 3:97

(50) Al-Ankabut 29:67

(51) Al-Anfal 8:27

(52) Mufredat al-Qur'an, p. 50

(53) Al-Hadid 57:19

(54) Rashid Rida, Tafsir al-Manar, Dar al-Ma'arif, Beirut, Vol. 5, p. 312

(55) Additionally, Vol. 5, p. 313

(56) Al-Baqarah 2:208

(57) Al-Ma'idah 5:16

(58) Asrar Ahmad, Quran aur 'Alam, p. 4-5

(59) Khalid Alvi, Islami Ka Muasharti Nizam, Alfaisal Publishers and Traders, Lahore, p. 82-83

(60) An-Nur 24:32

(61) Khurshid Ahmad, Islami Nazriya-e-Hayat, Department of Urdu, University of Karachi, Karachi, p. 446

(62) Khurshid Ahmad, Islami Nazriya-e-Hayat, p. 464

(63) Ash-Shura 42:38

(64) Mawardi, Al-Ahkam al-Sultaniyah (Urdu translation: Islami Ka Nizam-e-Hukumat, translated by Professor Sajid ur Rahman), Islamic Publications Limited, Lahore, 1990, p. 33-34

(65) Minahj al-Qur'an, Mahnama, Lahore, November 1999, p. 41